سیرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک ورق

مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ

ام المومنین حبیبۂ حبیب رب العلمین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ عذراء الحمیر ارضی اللہ عنہا کی تعلیم وتربیت کا اصلی زمانہ رخصتی کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ انہوں نے اسی زمانہ میں پڑھنا سیکھا، قرآن دیکھ کر پڑھتی تھیں (۱)۔ ایک روایت میں ہے کہ لکھنا نہیں جانتی تھیں (۲)۔ احادیث میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کے لیے ان کا غلام ذکوان قرآن لکھتا تھا (۳)۔ اس سے یہ قیاس ہوسکتا ہے کہ وہ خود لکھنا نہ جانتی ہوں گی لیکن بعض روایتوں میں یہ مذکور ہے کہ ''فلاں خط کے جواب میں انہوں نے یہ لکھا (۴) ممکن ہے کہ راویوں نے مجازاً لکھوانے کی بجائے لکھنا کہہ دیا ہو۔ جیسا کہ ایسے موقعوں پر عموماً بولتے ہیں۔

بہر حال نوشت وخواند تو انسان کی ظاہری تعلیم ہے حقیقی تعلیم وتربیت کا معیار اس سے بدرجہا بلند ہے۔ انسانیت کی تکمیل، اخلاق کا تزکیہ، ضروریات سے واقفیت، اسرار شریعت کی آگاہی، کلامِ الٰہی کے معرفت، احکامِ نبوی کا علم بھی اعلیٰ تعلیم ہے اور حضرت عائشہؓ اس تعلیم سے کامل طور پر بہرہ اندوز تھیں علوم دینیہ کے علاوہ تاریخ، ادب اور طب میں بھی ان کو یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ (۵)

تاریخ وادب کی تعلیم تو خود پدر بزرگوار سے حاصل کی تھی (۶)۔ طب کا فن ان وفود عرب سے سیکھا تھا جو گاہ اطراف ملک سے بارگاہِ نبوت میں آیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمر کے آخر دنوں میں اکثر بیمار رہا کرتے تھے۔ اطبائے عرب جو دوائیں بتایا کرتے تھے حضرت عائشہؓ ان کو یاد کرلیتی تھیں۔

علوم دینیہ کی تعلیم کا کوئی وقت مخصوص نہ تھا۔ معلم شریعت خود گھر میں تھا اور شب وروز اس کی صحبت میسر تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وارشاد کی مجلسیں روزانہ مسجد نبوی میں منعقد ہوتی تھیں، جو حجرۂ عائشہؓ سے بالکل ملحق تھی۔ اس بنا پر آپ گھر سے باہر بھی لوگوں کو جو درس دیتے تھے وہ اس میں شریک رہتی تھیں۔ اگر کبھی بُعد کی وجہ سے کوئی بات سمجھ میں نہ آتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب زنان خانہ میں تشریف لاتے، دوبارہ پوچھ کر تشفی کرلیتیں (۷) کبھی اٹھ کر مسجد کے قریب چلی جاتیں (۸) اس کے علاوہ آپ نے عورتوں کی درخواست پر ہفتہ میں ایک خاص دن ان کی تعلیم وتلقین کے لیے متعین فرمادیا تھا (۹)۔ شب وروز میں علوم ومعارف کے بیسیوں مسئلے ان کے کان میں پڑتے تھے۔ ان کے علاوہ خود حضرت عائشہؓ کی عادت یہ تھی کہ ہر مسئلہ کو بے تامل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کردیتی تھیں اور جب تک تسلی

نہ ہولیتی صبر نہ کرتیں (۱۰)۔ایک دفعہ آپ نے بیان فرمایا کہ ''مـن حُـوسب عُذّب'' قیامت میں جس کا حساب ہوا اس پر عذاب ہو گیا، عرض کی یارسول اللہ! خدا تو فرماتا ہے

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَاباً يَّسِيراً (انشقاق:۸) اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔

آپ نے فرمایا یہ اعمال کی پیشی ہے لیکن جس کے اعمال میں جرح وقدح شروع ہوئی وہ تو برباد ہی ہوا۔(۱۱)

ایک دفعہ انہوں نے پوچھا یارسول اللہ! خدا فرماتا ہے۔(۱۲)

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (ابراہیم:۴۸)

جس دن زمین آسمان دوسری زمین سے بدل دیئے جائیں گے اور تمام مخلوق خدائے واحد وقہار کے روبرو ہو جائے گی۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ آیت پڑھی۔(۱۳)

وَالْاَرْضُ جَمِيعاً قَبْضَتُه' يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ م بِيَمِيْنِهٖ (الزمر:۶۷)

تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے۔

''جب زمین وآسمان کچھ نہ ہوگا تو لوگ کہاں ہوں گے۔'' آپ نے فرمایا ''صراط پر''

اثنائے وعظ میں ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ ''قیامت میں لوگ برہنہ اٹھیں گے'' ۔عرض کی یارسول اللہ! مرد وزن یکجا ہوں گے تو کیا ایک دوسرے کی طرف نظریں نہ اٹھ جائیں گی ۔ ارشاد ہوا کہ عائشہؓ! وقت عجب نازک (۱۴) ہوگا یعنی کسی کو کسی کی خبر نہ ہوگی، ایک بار دریافت کیا کہ ''یارسول اللہ! قیامت میں ایک دوسرے کو کوئی یاد بھی کرے گا۔'' آپ نے فرمایا ''تین موقعہ پر یاد کرے گا۔ایک تو جب اعمال تولے جا رہے ہوں گے، دوسرا جب اعمال نامے بٹ رہے ہوں گے، تیسرا جب جہنم گرج گرج کر کہہ رہی ہوگی کہ میں تین قسم کے آدمیوں کے لیے مقرر ہوئی ہوں۔(۱۵)

ایک دن یہ پوچھا کہ کفار ومشرکین نے اگر عمل صالح کیا ہے تو اس کا ثواب ان کو ملے گا یہ نہیں؟ عبداللہ بن جدعان مکہ کا ایک نیک مزاج اور رحم دل مشرک تھا۔اسلام سے پہلے قریش کی باہمی خونریزی کے انسداد کے لیے اس نے تمام روسائے قریش کو مجتمع کر کے ایک صلح کی مجلس قائم کی تھی، جس میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک تھے۔ حضرت عائشہؓ نے سوال کیا یارسول اللہ! عبداللہ بن جدعان جاہلیت میں لوگوں سے مہربانی سے پیش آتا تھا۔غریبوں کو کھانا کھلاتا تھا۔کیا یہ عمل اس کو کچھ فائدہ دے گا''؟ آپ نے جواب دیا ''نہیں عائشہؓ! اس نے کسی دن یہ نہیں کہا کہ خدایا قیامت میں میری خطا معاف کرنا۔'' (۱۶)

جہاد اسلام کا ایک فرض ہے، حضرت عائشہؓ کا خیال تھا کہ جس طرح دیگر فرائض میں مرد وزن کی تمیز نہیں، یہ فرض عورتوں پر بھی واجب ہوگا۔ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ سوال پیش کیا، ارشاد ہوا کہ ''عورتوں کے لیے حج ہی جہاد ہے۔(۱۷)

نکاح میں رضامندی شرط ہے لیکن کنواری لڑکیاں اپنے منہ سے آپ تو رضامندی نہیں ظاہر کر سکتیں اس لیے

دریافت کیا کہ ''یارسول اللہ! نکاح میں عورت سے اجازت لے لینی چاہیے۔'' فرمایا ''ہاں'' عرض کی ''وہ شرم سے چپ رہتی ہے'' ارشاد ہوا کہ ''اس کی خموشی ہی اس کی اجازت ہے۔'' (۱۸)

اسلام میں پڑوسیوں کے بڑے حقوق اور اس ادائے حق کا سب سے زیادہ موقع عورتوں کو ہاتھ آتا ہے، لیکن مشکل یہ ہے کہ دو پڑوسی ہوں تو کس کو ترجیح دی جائے چنانچہ حضرت عائشہؓ نے ایک دفعہ یہ سوال پیش کیا، جواب ملا کہ ''جس کا دروازہ تمہارے گھر سے زیادہ قریب ہو۔ (۱۹)

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کے رضاعی چچا ان سے ملنے آئے۔ انہوں نے انکار کیا کہ اگر میں نے دودھ پیا ہے تو عورت کا پیا ہے، عورت کے دیور سے مجھ سے کیا تعلق؟ آپ جب تشریف لائے تو دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ''وہ تمہارا چچا ہے تو اس کو اندر بلا لو۔ (۲۰)

وَالَّذِيۡنَ يُؤۡتُوۡنَ مَاۤ اٰتَوا وَّقُلُوۡبُهُمۡ وَجِلَةٌ اَنَّهُمۡ اِلٰى رَبِّهِمۡ رٰجِعُوۡنَ (مومنون:۶۰)

اور وہ لوگ جو کام کرتے ہیں ان کے دل ڈرتے رہتے ہیں کہ ان کو اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر جانا ہے

حضرت عائشہؓ کو شک تھا کہ جو چور ہے، بدکار ہے، شرابی ہے لیکن خدا سے ڈرتا ہے، کیا وہ اس سے مراد ہے؟ آپ نے فرمایا ''نہیں عائشہؓ! اس سے مراد ہے جو نمازی ہے روزہ دار ہے اور پھر خدا سے ڈرتا ہے۔ (۲۱)

ایک دفعہ آپ نے فرمایا ''جو خدا کی ملاقات پسند کرتا ہے خدا بھی اس کی ملاقات پسند کرتا ہے اور جو اس کی ملاقات کو ناگوار سمجھتا ہے اس کو بھی اس سے ملنا ناگوار ہوتا ہے۔'' عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سے موت کو کوئی پسند نہیں کرتا۔ فرمایا ''اس کا مطلب یہ نہیں، مطلب یہ ہے کہ مومن جب اللہ تعالیٰ کی رحمت، خوشنودی اور جنت کا حال سنتا ہے تو اس کا دل مشتاق ہو جاتا ہے، خدا بھی اس کے آنے کا مشتاق ہوتا ہے اور کافر جب خدا کے عذاب اور ناراضی کے واقعات کو سنتا ہے، تو اس کو خدا کے سامنے سے نفرت ہوتی ہے، خدا بھی اس سے نفرت رکھتا ہے۔ (۲۲) اسی طرح حضرت عائشہؓ کے بیسیوں سوالات اور مباحث احادیث میں مذکور ہیں جو درحقیقت ان کے روزانہ تعلیم کے مختلف اسباق ہیں۔

ان موقعوں پر بھی جہاں بظاہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برہمی اور آزردگی کا اندیشہ ہوسکتا تھا، وہ سوال اور بحث سے باز نہیں آتی تھیں اور درحقیقت خود آپ بھی اس کو برا نہیں مانتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے کسی بات پر آزردہ ہو کر ایلاء کر لیا تھا۔ یعنی عہد فرمایا تھا کہ ایک مہینہ تک ازواج مطہراتؓ کے پاس نہ جائیں گے۔ چنانچہ ۲۹ دن تک آپ کیم کو یعنی تیسویں دن بالاخانہ سے اتر کر حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے۔ یہ ایسا موقع تھا کہ جس کی خوشی میں حضرت عائشہؓ کو سب کچھ بھول جانا چاہیے تھا اور پھر اس واقعہ پر نکتہ چینی بظاہر آپ کو دوبارہ آزردہ کرنا تھا لیکن مزاج شناس نبوت ان سب پر خود نقش شریعت کی گرہ کشائی مقدم سمجھتی تھی، عرض کی یارسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا ''ایک ماہ تک ہمارے حجروں میں نہ آئیں گے۔ آپ ایک دن پہلے کیونکر تشریف لائے'' فرمایا ''عائشہ! مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے۔ (۲۳)

ایک مرتبہ ایک شخص نے خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہونا چاہا، آپ نے فرمایا آنے دو، وہ اپنے

خاندان میں برا ہے جب وہ آ کر بیٹھا تو آپ نے اس سے نہایت توجہ اور لطف ومحبت سے باتیں فرمائیں ۔حضرت عائشہؓ کو تعجب ہوا، جب وہ اٹھ کر چلا تو عرض کی یارسول اللہ! آپ تو اس کو اچھا نہیں جانتے تھے، لیکن جب وہ آیا تو آپ نے اس لطف ومحبت کے ساتھ گفتگو فرمائی ،ارشاد ہوا ''عائشہ! بدترین آدمی وہ ہے جس کی بداخلاقی سے ڈر کر لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں ۔(۲۴)

بادیہ عرب کے اجڈ بدوی اور دہقانی چونکہ بداحتیاط اور شرائع اسلام سے ان کو پوری آگاہی نہ تھی ،اس لیے آپ ان کی چیز کھانے سے احتراز فرماتے تھے ۔یک دفعہ ام سنبلہ نام ایک گاؤں کی عورت آپ کے پاس تحفۃً دودھ لائی ،آپ نے پی لیا، حضرت ابوبکرؓ ساتھ تھے ۔انہوں نے بھی پیا، حضرت عائشہؓ نے عرض کی ،یارسول اللہ! آپ ان کی چیز کھانا پسند نہیں فرماتے تھے فرمایا کہ عائشہؓ! یہ وہ لوگ نہیں ہیں ،ان کو تو جب بلایا جاتا ہے آتے ہیں (۲۵)۔یعنی اسی سبب سے ان کو شریعت کے احکام معلوم ہیں ۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا ''اعتدال کے ساتھ کام کرو، لوگوں کو اپنے نزدیک کرو اور خوشخبری سناؤ کہ لوگوں کا عمل ان کو جنت میں نہ لے جائے گا (بلکہ رحمت الٰہی) حضرت عائشہؓ کو یہ آخری بات عجیب معلوم ہوئی ،سمجھیں کہ جو لوگ معصوم ہیں وہ تو اس سے مستثنیٰ ہوں گے پوچھا کہ یارسول اللہ! آپ کو بھی نہیں ۔فرمایا نہیں لیکن یہ کہ خدا اپنی مغفرت اور رحمت سے مجھے ڈھانک لے ۔(۲۶)

ایک دفعہ نماز تہجد کے بعد بے وتر پڑھے آپ نے سونا چاہا، عرض کی یارسول اللہ! آپ وتر پڑھے بغیر سوتے ہیں، ارشاد ہوا۔ عائشہؓ میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا (۲۷) بظاہر حضرت عائشہؓ کا یہ سوال گستاخی معلوم ہوتی ہے لیکن اگر وہ یہ نسائیانہ جرأت نہ کرتیں تو آج امتِ محمدیہ نبوت کی حقیقت سے ناآشنا رہتی ۔ان سوالات اور مباحث کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی حضرت عائشہؓ کی ایک ایک ادا اور ایک ایک حرکت کی نگرانی کرتے اور جہاں لغزش نظر آتی ، ہدایت وتعلیم فرماتے ۔ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند یہودی آئے اور بجائے السلام علیک کے (تم پر سلامی ہو) زبان دبا کر السام علیک (تم کو موت آئے) کہا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں صرف وعلیکم (اور تم پر) فرمایا، حضرت عائشہؓ سن رہی تھیں وہ ضبط نہ کرسکیں ۔بولیں **علیکم السام واللعنۃ** (تم پر موت اور لعنت) آپ نے فرمایا، عائشہ نرمی چاہیے، خدائے عزوجل ہر بات میں نرمی پسند کرتا ہے ۔(۲۸)

ایک دفعہ کسی نے حضرت عائشہؓ کی کوئی چیز چرائی ،زنانہ رسم کے مطابق انہوں نے اس کو بددعا دی ،ارشاد ہوا **لاتسجی عنہ** یعنی بددعا دے کر اپنا ثواب اور اس کا گناہ کم نہ کرو۔ایک بار سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک اونٹ پر سوار تھیں، اونٹ کچھ تیزی کرنے لگا، عام عورتوں کی طرح ان کی زبان سے بھی فقرۂ لعنت نکل گیا، آپ نے حکم دیا کہ اونٹ کو واپس کر دو ملعون چیز ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتی (۲۹)۔یہ گویا تعلیم تھی کہ جانور تک کو برا نہیں کہنا چاہیے۔عام طور سے لوگ خصوصاً عورتیں معمولی گناہوں کی پرواہ نہیں کرتیں، آپ نے حضرت عائشہ کی طرف خطاب کر کے فرمایا ''یا

عائشہ ایاک و محقرات الذنوب ، عائشہ معمولی گناہوں سے بھی بچا کرو، خدا کے ہاں ان کی بھی پرسش ہوگی (۳۰)۔ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی عورت کا حال بیان کر رہی تھیں ، اثنائے گفتگو میں بولیں کہ وہ پست قد ہے۔آپ نے فوراً ٹوکا کہ عائشہ یہ بھی غیبت ہے (۳۱)۔حضرت صفیہؓ کسی قدر پست قد تھیں۔ایک دن انہوں نے کہا ''یارسول اللہ! بس کیجئے صفیہ تو اتنی ہیں'' تو آپ نے فرمایا ''تم نے ایسی بات کہی کہ اگر سمندر کے پانی میں بھی ملاؤ تو ملا سکتی ہو یعنی یہ غیبت ایسی تلخ بات ہے کہ سمندر کے پانی میں ملا دی جائے تو کل پانی بدمزہ ہوجائے'' عرض کی یارسول اللہ! میں نے ایک شخص کی نسبت واقعہ بیان کیا فرمایا کہ اگر مجھ کو اتنا اور اتنا بھی دیا جائے تو بھی یہ بیان نہ کروں (۳۲)۔یعنی مجھ کو کسی قدر بھی لالچ دلائی جائے تو میں ایسی بات کسی کے متعلق نہ کہوں۔ایک دفعہ کسی سائل نے سوال کیا، حضرت عائشہ نے اشارہ کیا تو لونڈی ذراسی چیز لے کر دینے چلی، آپ نے فرمایا ''گن گن کر نہ دیا کرو، ورنہ خدا تم کو بھی گن گن کر دے گا (۳۳)۔'' دوسرے موقع پر فرمایا ''عائشہ! چھوہارے کا ایک ٹکڑا بھی ہو تو وہی سائل کو دے کر آتش جہنم سے بچو، اسے بھوکا کھائے گا اور پیٹ بھرے گا۔

ایک موقع پر آپ نے یہ دعا مانگی۔'' خداوندا! مجھے مسکین زندہ رکھ اور حالتِ مسکینی ہی میں موت دے اور مسکینوں ہی کے ساتھ قیامت میں اٹھا۔'' حضرت عائشہؓ نے عرض کی کہ یہ کیوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مسکین دولت مندوں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔اے عائشہ! کسی مسکین کو بے نیلِ مرام واپس نہ کرنا، گو چھوہارے کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو، مسکینوں سے محبت رکھو اور ان کو اپنے پاس جگہ دیا کرو'' ان مختلف اخلاقی نصائح کے علاوہ، نماز، دعا اور دینیات کی اکثر باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سکھایا کرتے تھے، وہ نہایت شوق سے ان کو سیکھا کرتی تھیں اور ہر ایک حکم کی شدت کے ساتھ پابندی کرتی تھیں۔(جامع ترمذی، ابواب الزہد)

خصوصیاتِ عائشہ رضی اللہ عنہا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعدل الناس تھے۔آپ نے اپنی ازواجِ طاہرات وطیبات کو ایک ایک دن دے رکھا تھا اور سارا دن انھیں کے پاس گزارتے تھے مگر سیدہ عائشہ کی خوش نصیبی ملاحظہ ہو کہ سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے اپنا دن بھی سیدہ عائشہ کو ھبہ کر دیا۔یوں سیدہ عائشہ کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو دن قیام فرمایا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات انہی دنوں میں سے ایک میں حجرہ عائشہ میں ہوئی۔درآں حالیکہ آپ سیدہ کا آسرا لیے ہوئے تھے۔سیدہ طاہرہ طیبہ رضی اللہ عنہا نے آخر وقت مسواک چبا کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور یوں اللہ نے نبی کے دہنِ مبارک میں سیدہ کا لعابِ دہن جمع کر دیا۔لعابِ دہنِ رسول و عائشہ کا جمع ہونا دنیا کی آخری گھڑی اور آخرت کے پہلے لمحہ میں وقوع پذیر ہوا۔سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، سیدۂ کائنات کے گھر میں دفن ہوئے۔مجھے اس بات سے بہت سکون ہوا کہ میں نے عائشہ کی ہتھیلی کی سفیدی جنت میں دیکھی۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کی تمام بیویوں سے زیادہ عالمہ تھیں۔آپ علی الاطلاق تمام کائنات کی مومنہ خواتین سے بڑی عالمہ تھیں۔عطاء ابن رباح کہتے ہیں

سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ طیبہ تمام انسانوں سے زیادہ فقیہہ تھیں۔تمام انسانوں سے زیادہ علم رکھتی تھیں۔آپ کی رائے اجتماعی امور میں سب سے بہتر ہوتی تھی۔ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ہم اصحابِ محمد پر جب بھی کبھی حدیث کے بارے میں کوئی مشکل پیش آتی تو ہم نے اس کا علم سیدہ کے پاس پایا۔سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ طیبہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت مریمؑ بنت عمران، خدیجہؓ بنت خویلد اور آسیہؑ امراۃ فرعون پر اس طرح ہے جس طرح کھانوں میں (عربوں کے ہاں) ثرید کی فضیلت ہے۔

آپ کی وفاتِ حسرت آیات:

سیدۂ کائنات رضی اللہ عنہا کی وفات ۶۷ برس کی عمر میں منگل کی رات ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ میں ہوئی۔ آپ طبعی موت سے دوچار ہوئیں۔کوئی غیر طبعی حادثہ آپ کو پیش نہیں آیا۔اس سلسلہ کی تمام روایات حوزۂ ''چلمیہ'' قم کے گٹر کی عفونت پر مشتمل ہیں۔آپ کی نمازِ جنازہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے وتروں کی جماعت کے بعد پڑھائی۔

آپ کی تدفین:

آپ کے دو بھانجے عبداللہ ابن زبیر اور عروہ ابن زبیر، دو بھتیجے قاسم وعبداللہ محمد ابن ابوبکر کے بیٹے اور تیسرے بھتیجے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم شریک ہوئے۔ان عظیم فرزندوں نے اپنی اور اہلِ ایمان کی مادرِ مہربان اور امانتِ کبریٰ کو تراب کے پردوں میں مستور کردیا۔(۳۴)

☆☆☆

حواشی

(۱) صحیح بخاری باب تالیف القرآن و بلاذری، فصل خط (۲) صحیح بخاری صلوٰۃ الوسطیٰ، مسند احمد جلد ۶، صفحہ ۷۳ (۳) مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۸۷ و ترمذی صفحہ ۳۹۷ (۴) مستدرک الحاکم ذکر عائشہ فی الصحابیات (۵) ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۶۷ (۶) ابن حنبل، مسند عائشہؓ، صفحہ ۶۷ (۷) مسند عائشہؓ، صفحہ ۷۷ (۸) مسند عائشہؓ، صفحہ ۱۵۹ (۹) صحیح بخاری، کتاب العلم (۱۰) صحیح بخاری، صفحہ ۲۱ کتاب العلم (۱۱) صحیح بخاری، صفحہ ۲۱، کتاب العلم (۱۲) مسند احمد، صفحہ ۳۵ (۱۳) مسند، صفحہ ۱۱۰ (۱۴) صحیح بخاری، صفحہ ۹۶۶، باب کیف الحشر (۱۵) مسند عائشہ، صفحہ ۹۳ (۱۶) صحیح مسلم باب النکاح (۱۷) مسند احمد، ص ۱۷۵ (۱۸) صحیح بخاری، ص ۹۰۹ باب تربت یمینک (۱۹) ترمذی وابن ماجہ ومسند ص ۱۵۹ (۲۰) جامع ترمذی، کتاب الجنائز (۲۱) صحیح بخاری، باب الفرقہ، ص ۳۳۵ (۲۲) صحیح بخاری، باب الغیبۃ (۲۳) مسند عائشہ، صفحہ ۱۳۳ (۲۴) صحیح بخاری، باب القصد والمداومۃ علی العمل (۲۵) صحیح بخاری باب فضل من قام رمضان (۲۶) صحیح بخاری، ص ۸۹۰ باب الرفق فی الامر کلہ (۲۷) مسند، صفحہ ۴۵ (۲۸) ایضاً صفحہ ۷۲ (۲۹) ایضاً صفحہ ۷۰ (۳۰) ایضاً صفحہ ۲۰۶ (۳۱) ایضاً صفحہ ۷۰ (۳۲) ابوداؤد کتاب الادب (۳۳) البدایہ والنہایہ، ج ۸، صفحہ ۹۲، ۹۳ (۳۴) البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۹۴